☆ڈاکٹر شگفتہ فردوس / ☆☆ ڈاکٹر یاسمین کوثر

اقبال اور مسئلہ فلسطین

Iqbal and the Palestine problem

Abstract: As a Muslim thinker and philosopher, Iqbal had a clear vision of the future of Muslims. He strongly condemned the settlement of Jews in Palestine and its subsequent declaration as a regular Zionist state and termed it as a permanent means of intervention by the colonial powers in the Muslim world, time proved his thought to be true. Therefore, even today, despite the presence of all the resolutions of the United Nations, no practical measures have been taken to protect the lives and property of the Palestinian people. Israel, in its aggression, has crossed all the limits of humanity and is raining fire and ammunition day and night on the Palestinians in their genocide. In this article, Allama Iqbal's concerns and subsequent suggestions to Islamic world regarding the issue of Palestine, will be discussed.

Key words: Iqbal, Palestine, Colonial power, United Nations, Aggression, Genocide, Concern, Problem solving.

اقبال مسلمان مفکر کی حیثیت سے مسلمانوں کے مستقبل پر نگاہ رکھتے تھے۔ فلسطین میں یہود کی آبادکاری اور اس کے بعد اسے ایک باقاعدہ صہیونی ریاست قرار دینے کے عمل کی اُنہوں نے پُرزور مذمت کی اور اسے مسلم دنیامیں استعماری طاقتوں کی مداخلت کا ایک مستقل ذریعہ قرار دیا۔ گزرتے وقت نے اُن کی اس سوچ کو سچ ثابت کیا۔ اس لیے آج بھی اقوام متحدہ کی تمام تر قرار دادوں کی موجودگی کے باوجود فلسطینی عوام کے جان ومال کے تحفظ کے لیے کوئی عملی اقدام نہیں کیا گیا اور اسرائیل اپنی جارحیت میں انسانیت کی تمام حدود پھلانگ کر فلسطینیوں کی نسل کشی میں دن رات اُن پر آگ وبارود برسا رہا ہے۔ اس مضمون میں علامہ اقبال کی مسئلہ فلسطین کے حوالے سے اسلامی دنیا میں پائی جانے والی تشویش، اس کے محرکات اور اس مسئلے کے حل کے حوالے سے علامہ کی دی گئی تجاویز کا کو زیر بحث لایا جائے گا۔

☆اسسٹنٹ پروفیسر / ڈائریکٹر سٹوڈنٹ افیئرز جی سی ویمن یونیورسٹی سیالکوٹ،
☆☆اسسٹنٹ پروفیسر یونیورسٹی آف سیالکوٹ

علامہ اقبال ایسی صاحب بصیرت شخصیت کے حامل ہیں جن کی فکر کا مرکز و محور اُمت مسلمہ کی فلاح رہا۔ اُنہوں نے اپنے قلم کی طاقت کو ساری دنیا کے مسلمانوں کی ترجمانی کے لیے استعمال کیا۔ انبیاء کی سرزمین فلسطین کی سرزمین جو مسلمانوں کا قبلہ اول ہے جہاں نبی اکرمؐ نے سولہ یا سترہ ماہ تک رُخ کر کے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور نماز ادا کی۔ نبی اکرم ﷺ کو معراج کے سفر پر جانے کے مراحل میں پہلے مسجد اقصیٰ لایا گیا جہاں آپؐ نے تمام انبیاء علیہ السلام کی امامت کی۔ اس لیے یہ سرزمین تمام مومنین کے لیے بہت مقدس و محترم ہے۔ آج اسی فلسطین کی سرزمیں خاک و خون میں نہلائی جارہی ہے۔ طاقت کا بے دریغ استعمال کرتے ہوئے صیہونی ریاست نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے۔ اُن کی شر پسندی سے عورتیں بچے بوڑھے حتیٰ کہ زندگی و موت کی کشمکش میں ہسپتالوں میں پڑے ہوئے نومولود تک محفوظ نہیں۔ سات اکتوبر 2023ء میں "طوفان الاقصیٰ" کے نام سے حماس نے فلسطینیوں کے حقوق کے تحفظ اور اس کی سرزمین پر غاصب صیہونیوں کے خلاف فضائی، زمینی اور سمندری راستوں سے ایک مسلح جدوجہد کا آغاز کیا کیونکہ اسرائیل نے اپنی جارحیت کی بنا پر مسلمانوں کو کچھ علاقوں تک محدود کر کے اُن کے گرد کنکریٹ کی دیوار قائم کر کے مسلمانوں کی نقل و حرکت کو محدود کر کے رکھ دیا تھا۔ اُن کے تمام بنیادی حقوق سلب کر لیے تھے۔

اسرائیل کو اس حملے کے بعد بہت ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا کیوں کہ حماس نے نہایت رازداری سے اسرائیل کے ناقابل تسخیر سکیورٹی کے نظام کی قلعی پوری دنیا کے سامنے کھول کر رکھ دی۔ اس شرمندگی کو مٹانے اور نہتے فلسطینیوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنانے کے لیے اسرائیل نے اپنے ہی لوگوں کا قتل عام کر کے اس کا الزام حماس پر لگایا تا کہ اسے دہشت گرد تنظیم قرار دیا جاسکے اور اس پر پابندی عائد کی جا سکے۔ اسرائیل نے دنیا بھر کی مخالفت کے باوجود امریکہ اور برطانیہ کے ایما پر ایک ماہ سے زائد ہونے والی اب تک کی جنگ میں فلسطین کے کئی ہسپتالوں اور پناہ گزین کیمپوں پر حملہ کر کے غزہ پر مسلسل بمباری کرتے ہوئے اس شہر کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا ہے لیکن فلسطینیوں کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہیں آئی۔ ایک اندازے کے مطابق غزہ پر ہونے والی اب تک کی بمباری ہیروشیما اور ناگاساکی پر پھینکے گئے ایٹم بم سے دُگنی مقدار میں ہے لیکن، مجاہدین کے عزم و استقلال میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ ایسی صورت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ان سب حالات و واقعات کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ کس طرح اہل فلسطین کو اُن کی اپنی سرزمین پر آزادی سے سانس لینے کا موقع ملے گا؟ سلطنت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد برطانیہ کی شہ پر دنیا بھر سے یہود کی آبادکاری کے ذریعے ایک نقطے کے برابر اُبھرنے والا اسرائیل فلسطین کی سرزمین کو نگلتا چلا جارہا ہے، آخر یہ سلسلہ کب تھمے گا؟ اور اس مسئلے کا حتمی حل کیا ہو سکتا ہے؟ افکار اقبال کی روشنی میں ان تمام سوالوں کا جواب فراہم کیا جائے گا۔

فلسطین کی سرزمین سے علامہ کو خصوصی لگاؤ تھا اس لیے اُن کی نظم و نثر میں اس خطے سے خصوصی وابستگی کا اظہار ملتا ہے۔ علامہ نے اپنی زندگی میں فلسطین میں مسلمانوں کے حقوق سلب کرنے کی کوششوں کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد سلطنت عثمانیہ کی سطوت کا خاتمہ ہوا تو غالب قوتوں نے مسلم اُمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُن کی طاقت ختم کر دی برطانیہ اور فرانس کے ایما پر دنیا بھر سے یہود کو فلسطین میں لا کر آباد کاری کی گئی اور فلسطینیوں کو اُن کے آبائی گھروں اور زمینوں سے زبردستی بے دخل کرنے کے سلسلے کا آغاز ہوا۔ اُن سے

کیے گئے تمام وعدوں کو پس پشت ڈال کر یہودیوں کی پشت پناہی کی گئی۔ آرتھر جیمز بالفور (سیکریٹری خارجہ) برطانیہ کے یہودیوں کو لکھے گئے ایک خط کے ذریعے اُنہیں یقین دلایا گیا کہ سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ کر کے یہودی ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے گا اور اس کی توثیق برطانوی پارلیمنٹ نے 31 اکتوبر 1917ء میں کر دی ہے۔ اسے "اعلان بالفور" کا نام دیا گیا اور یہودیوں کو بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی گئی۔ اس اعلان کے تحت برطانیہ نے یہودیوں کو فلسطین میں صہیونی ریاست کے قیام کے لیے بنیاد فراہم کر دی گئی تھی۔ یہود نے برطانیہ کے ایما اور پشت پناہی کی وجہ سے اپنی سفاکیوں کے سلسلے کا آغاز کیا جس کی بدترین صورت ہمیں آج بھی غزہ میں ہونے والی بمباری، انسانی جانوں کے ضیاع اور اسرائیل کی بربریت کی صورت میں دیکھنے کو مل رہی ہے۔ ماضی میں اس ظلم و جبر کے واقعات کے تناظر میں محمود جاوید نے اپنی کتاب "المیہ فلسطین" میں لکھا ہے:

> "فلسطین کا المیہ انسانی تاریخ کے المناک ترین ابواب میں سے ہے۔ شاید ہی کسی قوم کو اُس کی سرزمین سے اس طرح بے دخل کر کے اس کی جگہ دوسرے ممالک سے اجنبیوں کو لا کر آباد کیا گیا ہے۔ جیسے فلسطین میں ہوا۔ استعماری قوتوں کی سازش کے نتیجے میں پہلے تو جزیرہ نمائے عرب کے حصے بخرے کیے گئے اور پھر فلسطین کو دنیا بھر کے یہودیوں کا 'قومی وطن' قرار دے کر یہاں اسرائیلی مملکت قائم کر دی گئی۔"(1)

یہودیوں کا یہ مطالبہ کہ وہ صدیوں پہلے یہاں آباد تھے اور اُن کا اس سرزمین پر حق ہے۔ بالکل غلط ہے کیوں کہ تاریخ عالم اس بات کی گواہ ہے کہ مسلمانوں نے اُنہیں اُن کی زمین سے کبھی بے دخل نہیں کیا بلکہ وہ اپنی مرضی سے اس جگہ کو چھوڑ کر گئے۔ جب جرمنی میں یہود کو ہٹلر نے چن چن کر نشان عبرت بنایا تو وہ وہاں سے اپنی جانیں بچا کر نکلے اور کئی ملکوں سے پناہ کی اپیل کی لیکن جب اہل فلسطین نے اُن کی حالت پر رحم کھا کر اُنہیں پناہ دی تو اپنی فطرت کے عین مطابق یہود نے اپنے ہی محسنین کی زندگیاں اجیرن کر دیں اور اُن پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ یہود کے اس عمل کے پیچھے اُن کی فطرت کارفرما تھی۔ علامہ جانتے تھے کہ یہود کی آبادکاری کے ذریعے اہل مغرب مشرق وسطیٰ میں اپنی استعماری قوت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے تاکہ مسلم اُمہ کبھی سکون سے نہ رہ سکے مزید برآں یہ کہ اس خطے میں ان مغربی قوتوں کے سیاسی و معاشی مفادات وابستہ ہیں جس کی وجہ سے وہ ہر اُس ملک اور قوم کو اپنے ماتحت رکھنے کے متمنی رہتے ہیں جو ذرا کمزور ہو۔ اہل مغرب نے اسی خاص مقصد کی خاطر مسلم ریاستوں کے قلب میں ایک صہیونی ریاست کو نہ صرف قائم کرنے کی راہ ہموار کی بلکہ اُس کی آج تک مدد بھی کی جاری رکھی ہے۔ حکومت برطانیہ کے اس عمل کے نتیجے میں دونوں حریفوں کے درمیان 1928-1929ء میں خونریز تصادم بھی ہوئے۔ برطانیہ نے فلسطینیوں کے لیے مسائل کی دیوار کھڑی کرنے کے بعد یہود کو فریق کے طور پر عرب ممالک کے سامنے لانے کی کوشش کی لیکن عرب ممالک نے اُن سے اس

بارے میں بات کرنے سے انکار کر دیا اور مسئلے کا اصل ذمہ دار برطانیہ کو قرار دیا جس نے اس کی بنیاد رکھی تھی، اس بارے میں انعام اللہ خان ناصر لکھتے ہیں:

> " آجکل لندن میں عرب ممالک کے نمائندے برطانوی مدبرین سے قضیہ فلسطین کو فیصل کرنے کے لیے گفت وشنید کر رہے ہیں۔ یہودی نمائندوں کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ عرب نمائندوں نے یہودیوں کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کر دیا ہے۔ وجہ یہ ظاہر کی گئی ہے کہ ہم اپنا فریق مخالف یہودیوں کو نہیں حکومت برطانیہ کو سمجھتے ہیں۔ جس نے ممالک عربیہ سے استقلال و آزادی کا وعدہ کرنے کے باوجود فلسطین میں یہودیوں کو آباد کر کے اس عقدہ کو لا ینحل بنا دیا ہے۔ عرب نمائندوں کے اس اعلان کے بعد برطانوی حکام یہودیوں سے علاحدہ گفت وشنید کر رہے ہیں۔"(2)

علامہ اقبال برطانوی حکومت کے پیدا کردہ اس خطرے سے بخوبی آگاہ تھے یہی وجہ ہے کہ اُنہوں نے اپنے خطوط اور اشعار میں اس مسئلے کے حوالے سے متعدد بار تشویش کا اظہار کیا۔ علامہ اس بات کے قائل تھے کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ مسلمانوں نے یہود کو ان کے علاقے سے نہیں نکالا بلکہ وہ مسلمانوں کے فلسطین پر حکومت سے قبل ہی اس علاقے کو چھوڑ کر جا چکے تھے، لیکن حکومت برطانیہ اس بات کا پراپیگنڈا کرنا چاہتی ہے کہ یہودیوں کو یہاں سے مسلمانوں نے بے دخل کیا تھا، مزید برآں یہ بھی کہ اسی اصول کو مسلمانوں کے مفتوحہ علاقوں پر بھی منطبق کیا جانا چاہیے۔ اس پس منظر میں علامہ کا یہ کہنا بالکل بجا لگتا ہے کہ اگر فلسطین پر یہود کا حق ہے تو ہسپانیہ پر بھی مسلمانوں کے اختیار کو تسلیم کیا جانا چاہیے۔ اس حوالے سے "ضرب کلیم" میں فرماتے ہیں:

رندان فرانسیس کا میخانہ سلامت
پُر ہے مئے گُلرنگ سے ہر شیشہ حلب کا
ہے خاکِ فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہل عرب کا
مقصد ہے ملوکیت انگلیس کا کچھ اور
قصہ نہیں نارنج کا یا شہد و رطب کا (3)

ایک بڑا مسئلہ مسلمانوں کی زمینوں پر زبردستی قبضہ یا ضرورت مندوں سے اونے پونے داموں زمینوں کی خریداری کا بھی تھا جس کے تحت یہود سرمایہ کاروں نے مسلمانوں کو اُن کی زمینوں سے بے دخل کیا اور یہود آبادکاری کے لیے راہ ہموار کی گئی۔ 1939ء میں ان

حقائق پر چھپنے والی ایک کتاب "آشوب فلسطین" میں خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ حکومت برطانیہ نے برصغیر میں کوئی اور جب کہ فلسطین میں دوسرا طریقہ رائج کیا ہے۔ اس حوالے سے انعام اللہ خان ناصر لکھتے ہیں:

"فلسطین میں ایک غیر ملکی سرمایہ دار اور غیر زراعت پیشہ یہودی یہ حق رکھتا ہے کہ غریب عربوں کی زمین خرید لے۔ اس طرح یہ ملک رفتہ رفتہ عربوں کے قبضے سے نکل کر یہودیوں کے تسلط میں جارہا ہے۔ کیا وہ لوگ جنہوں نے پنجاب میں قانون انتقال اراضی۔ نافذ کیا یہ نہیں سمجھ سکتے کہ فلسطین میں عرب زمینداروں کے حق میں یہی، بہتر ہو گا۔"(4)

اقبال نے برطانوی وزیر اعظم کے نام خط بھی لکھ کر یہودی ریاست کے قیام کے بارے میں مسلمانوں میں پائی جانے والی پریشانی سے آگاہ کیا۔ اس حوالے سے جب جولائی 1937ء میں تقسیم فلسطین کا اعلامیہ جاری کیا گیا تو 12 جولائی 1937ء کو موچی گیٹ کے باغ میں جلسہ منعقد ہوا جس میں علامہ کا خطبہ پڑھا گیا۔ جس میں علامہ نے یہودی ریاست کے قیام کو حکومت برطانیہ کے مسلمانوں کے مقامات مقدسہ میں مستقل مداخلت کی صورت قرار دیا۔ علامہ اقبال نے اس معاہدے کے مضمرات کے بارے میں بارہا آگاہ کیا اور اسے منسوخ کرنے کے بارے میں رائے دی کیونکہ اس کی وجہ سے مسلمانوں میں شدید اضطراب جنم لے چکا تھا۔ 15 اکتوبر 1937ء کو قائداعظم کے نام خط میں واضح طور پر مسلمانوں کی پریشانی سے آگاہ کیا اور کہا کہ ہمیں اس بارے میں ایک کانفرنس منعقد کرنی چاہیے جس سے ہندوستانی مسلمانوں اور عربوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اس بارے میں ان کا کہنا تھا کہ اگر اس مقصد کے لیے انہیں جیل بھی جانا پڑے تو وہ گریز نہیں کریں گے۔ اُنہوں نے یہودی ریاست کے مشرق وسطیٰ میں قیام کو ایک خطرہ قرار دیتے ہوئے لکھا:

"مسئلہ فلسطین نے مسلمانوں کو مضطرب کر رکھا ہے۔---مشرق کے عین دروازے پر ایک مغربی چھاؤنی کا قیام (اسلام اور ہندوستان) دونوں کے لیے پر خطر ہے۔"(5)

دوسری گول میز کانفرنس 1931ء میں لندن میں منعقد ہوئی جس کا بنیادی مقصد ہندوستان کے سیاسی مسائل کا حل تلاش کرنا تھا اس حوالے سے ہندوستانی اکابرین کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ اس کانفرنس میں شرکت کی غرض سے علامہ اقبال 8 ستمبر 1931ء کو لاہور سے بمبئی اور وہاں سے بذریعہ بحری جہاز برطانیہ روانہ ہوئے۔ اس کانفرنس کے بعد وہ براستہ مصر ٹرین کے ذریعے فلسطین روانہ ہوئے۔ انہوں نے مؤتمر عالم اسلامی کے انتخابات منعقدہ 1931ء میں شرکت کی غرض سے فلسطین کا دورہ کیا۔ اس کانفرنس میں فلسطین پر اسرائیل کے ناجائز قبضے

اور اس کے نتیجے میں جنم لینے والے مسائل کو زیر بحث لایا گیا۔ علامہ اقبال نے اس کانفرنس میں بھی عالم اسلام کو درپیش خطرات کے بارے میں آگاہی دیتے ہوئے، وطنی قومیت و الحاد اور مادیت کو امت مسلمہ کے لیے سب سے بڑا خطرہ کہا اور نوجوان نسل کو اُمت کی بیداری کے لیے سرگرم عمل ہونے کا پیغام دیا۔

6 دسمبر 1931ء کو مؤتمر کا تعارفی اجلاس روضۃ المعارف میں ہوا۔ اس تعارف کے بعد علامہ اقبال نے مولانا محمد علی جوہر کی قبر پر فاتحہ پڑھی اور مسجد اقصیٰ کا دورہ کیا اور عشا کی نماز وہیں ادا کی جس میں بہت سے لوگوں نے شرکت کی، مفتی سید امین الحسینی نے اپنے افتتاحی خطبے میں اس بات کی وضاحت کر دی کہ اس کانفرنس کا مقصد کسی سے مخاصمت پیدا کرنا نہیں بلکہ اپنے مصالح کے لیے مسلمانوں میں اتحاد کا فروغ ہے۔

"مؤتمر کے جو چار نائب صدر منتخب ہوئے، اُن میں علامہ بھی شامل تھے۔"(6)

14 دسمبر 1931ء کو علامہ نے مؤتمر کے مندوبین سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کو الحاد اور وطنی قومیت کے خطرات سے آگاہ کیا اور اس کے تدارک کی راہ بتائی۔ اُنھوں نے عرب نوجوانوں کی صلاحیتوں کو سراہا اور اہل عرب کو اتحاد و یگانگت کا درس دیتے ہوئے فرمایا:

> "میرا عقیدہ ہے کہ اسلام کا مستقبل عرب کے مستقبل کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور عرب کا مستقبل عرب کے اتحاد پر موقوف ہے۔ جب عرب متحد ہو جائیں گے تو اسلام کامیاب ہو جائے گا۔ ہم سب کا فرض یہ ہے کہ اس باب میں ساری قوتیں صرف کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی عطا کرے گا۔"(7)

علامہ نے فلسطین میں قیام کے دوران میں مختلف تاریخی مقامات کی سیر بھی کی اور اُن کی کچھ نظمیں بھی اسی سرزمین پر لکھی گئیں جن میں "بال جبریل" میں شامل نظم "ذوق و شوق" کے اکثر اشعار بھی شامل ہیں۔

ذکر عرب کے سوز میں ، فکر عجم کے ساز میں
نے عربی مشاہدات ، نے عجمی تخیلات
قافلہ حجاز میں ایک حسین رضی اللہ عنہ بھی نہیں
گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات(8)

اسی نظم کے آخر میں علامہ اقبال نے اپنی شاعری کو ماضی کی بازیافت کا عمل قرار دیا جس کی تابناکی ہمیں آج بھی مسحور کرتی ہے:

میں کہ مری غزل میں ہے آتش رفتہ کا سراغ

میری تمام سر گزشت کھوئے ہوؤں کی جستجو(9)

"ضرب کلیم" میں علامہ کی ایک نظم "فلسطینی عرب" کے عنوان سے ہے جس میں وہ یہود و نصاری کی شر پسندیوں کے تدارک کا راستہ سجھاتے ہوئے خودی کی تربیت پر زور دیتے ہیں جس کے ذریعے تمام مسائل کا حل ممکن ہے۔ اقبال "ضرب کلیم" میں شامل نظم "فلسطینی عرب سے" میں لکھتے ہیں:

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
میں جانتا ہوں وہ آتش ترے وجود میں ہے
تری دوا نہ جنیوا میں ہے، نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے
سنا ہے میں نے، غلامی سے امتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذتِ نمود میں ہے! (10)

علامہ جانتے تھے کہ برطانیہ اپنے اس عمل کے ذریعے اپنی استعماری فطرت کو بر قرار رکھنا چاہتا ہے تاکہ یہاں سے نکل جانے کے باوجود اس خطے میں اس کے مفادات کے تحفظ کے لیے کوئی طاقت ہمیشہ سر گرم رہے۔ اس لیے وہ یہود کو عرب ریاستوں کے عین درمیان جگہ دینا چاہتا ہے۔ علامہ نے اُن کی اس استعماری سوچ کا پردہ بارہا چاک کیا اور کہا:

اقبال کو شک اس کی شرافت میں نہیں ہے
ہر ملتِ مظلوم کا یورپ ہے خریدار

جلتا ہے مگر شام و فلسطیں پہ مرا دل
تدبیر سے کھلتا نہیں یہ عقدۂ دشوار(11)

ان تمام حالات وواقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے، امریکہ سے تعلق رکھنے والے فلسطینی نژاد مفکر ایڈورڈ سعید جس نے یہود کے اس ظالمانہ تفریق کے رویے کو بچپن میں مشاہدہ کیا تھا جب انہیں ہجرت کرنا پڑی تو اس کا کہنا ہے کہ اہل مغرب کے اس غیر منصفانہ رویے نے تمام فلسطینیوں کو جہاں جغرافیائی طور پر منتشر کیا تھا، اُنہیں نظریاتی طور پر یکجا کر دیا ہے۔ اس اتحاد کی اساس پر روشنی ڈالتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

"اس کی وجہ یہ ہے کہ فلسطینی تصور (ہمیں جس قسم کی بے دخلی کا اور جس قسم کے جبر و تشدد کا، جو صرف ہمارے لیے روا رکھا گیا، تجربہ ہوا، یہ تصور

> اُسی تجربے کا شاخصانہ ہے۔) میں اتنی قوت ہے کہ یہ مختلف الخیال عناصر کو آپس میں مربوط کر سکتا ہے۔ چنانچہ ہم سب نے اس تصور کو مثبت جوش و خروش کے ساتھ لبیک کہا۔"(12)

اس معاہدے کے سو سال پورے ہونے کے بعد ہمیں اس کے نتائج دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ اسرائیلی صہیونیوں نے امریکہ برطانیہ اور بعض مغربی ممالک کے ایما پر فلسطینوں سے اُن کی زمینیں طاقت کے بل بوتے پر چھین کر انہیں اُن کے گھروں سے بے دخل کرنے کے بعد قبضہ کر لیا۔ اس طرح فلسطین اس دنیا کے نقشے پر سکڑ کر رہ گیا ہے جب کہ اسرائیل کے پھیلاؤ میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

مسئلہ فلسطین اس وقت اقوام عالم کے لیے ایک بہت بڑے چیلنج کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس کے نتیجے میں ہزاروں نہتے فلسطینی بچے، بوڑھے، خواتین اور مرد جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں، آخر کار خون و بربریت کی اس اٹھتر سالہ تاریخ کو دیکھا جائے تو استعماری طاقتوں کی سازشوں، ریشہ دوانیوں اور ظلم و بربریت کے ساتھ اپنے تعلقات کی بنا پر حق داروں کو اُن کے حق سے محروم کرنے والی عالمی انصاف کی ٹھیکیدار حکومتیں اس میں ملوث ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ لاکھوں نہتے مسلمانوں کو بزور طاقت اُن کے آبا کی زمین سے بے دخل کر دیا جاتا ہے؟ جب اسرائیل کا دل چاہتا ہے فلسطینیوں کو گرفتار یا قتل کر دیا جاتا ہے۔ کمزوروں کی حمایت میں محض چند مذمتی قراردادوں کے سوا کچھ نہیں لکھا جاتا۔ پوری دنیا اسرائیل کی بربریت کو دیکھتی ہے دل سے برا جانتی ہے، احتجاجی ریلیاں منعقد کی جاتی ہیں، مذمتی قرار دادیں منظور کی جاتی ہیں لیکن مظلومین کی مدد کے لیے کوئی برادر اسلامی ملک کھل کر سامنے نہیں آتا، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم ایمان کے کمزور ترین درجے پر فائز افراد ہیں جو اپنے مفادات کو اولین درجے پر رکھتے ہیں ایسے مسلمانوں کے لیے علامہ کے دل میں ہمیشہ سے تڑپ رہی کہ کاش! مسلمان متحد ہو کر دنیا میں اپنا وقار بحال کر سکیں۔

علامہ اپنی ملت کو مایوسی کی تاریکیوں سے بچا کر اُمید کے اُجالے کی راہ دکھانے کا کام کرتے رہے۔ اُنہیں یقین تھا کہ اگرچہ ابھی مسلمانوں پر کڑا وقت ہے لیکن بہت جلد اس ظلمت کا خاتمہ ہو گا اور ہر طرف نور ہو گا۔ علامہ کے خیال میں مشکل کے یہ لمحے کڑے ضرور ہیں لیکن بہت جلد یہ ختم ہو جائیں گے۔ نظم "شمع و شاعر" میں علامہ نے فرمایا:

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی(13)

اس نظم کے آخر میں کہا:

شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے(14)

فلسطینیوں نے اپنے حقوق کے تحفظ اور اپنی سرزمین کی بقا کی خاطر ایک بار پھر جہاد کی راہ اپنائی ہے تاکہ اپنی نسلوں کے مستقبل کو محفوظ بنایا جاسکے۔ ڈاکٹر نبیل نے "مستقبل کا فلسطین" کے عنوان سے مضمون میں فلسطینی تنظیم کی جدوجہد کے حوالے سے اُن کے نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ہم آج اس لیے جدوجہد کر رہے ہیں تاکہ مستقبل کے نئے فلسطین کی تخلیق کر سکیں جو ایک ترقی پسند، جمہوری اور سیکولر فلسطین ہوگا۔ اور جس میں ذات رنگ یا مذہب کی تفریق کے بغیر عیسائی، مسلم اور یہودی عبادت اور کام کاج کریں گے اور امن کے ساتھ زندگی گزاریں گے اور مساوی حقوق سے استفادہ کریں گے۔"(15)

علامہ اقبال نے اس مسئلے کی اہمیت کو ہر بڑے پلیٹ فارم پر اُبھارا اور اس کے حل پر زور دیا۔ اُن کے خیال میں اس کا بہترین حل حق داروں کو اُن کے حقوق واپس دینے کے ذریعے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ انہوں نے فروعی مسائل میں الجھنے کے بجائے اتحاد امت مسلمہ پر ہمیشہ زور دیا کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ حرم کی پاسبانی کا فریضہ کل اُمت مسلمہ نبھائے:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر (16)

حوالہ جات وحواشی

1. محمود جاوید: المیہ فلسطین، (کراچی: کتب خانہ جمہوریہ، 1983ء)، ص15
2. انعام اللہ خان ناصر: آشوب فلسطین، (لاہور: کتب خانہ احسان الٰہی، 1939ء)، ص5
3. علامہ اقبال: کلیات اقبال اردو، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2018ء)، ص668
4. انعام اللہ خان ناصر: آشوب فلسطین، ص5
5. محمد جہانگیر عالم (مرتب): اقبال کے خطوط جناح کے نام، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2002ء)، ص79
6. ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی: اقبال کی طویل نظمیں، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 1985ء)، ص151

7. جاوید اقبال، زندہ رُود، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، اقبال اکادمی پاکستان، 2004ء)، ص528

8. علامہ اقبال: کلیات اقبال اردو، ص439

9. ایضاً، ص439

10. ایضاً، ص667

11. ایضاً، ص665

12. ایڈورڈ سعید: مسئلہ فلسطین مترجم، (شاہد حمید)، (جہلم: بک کارنر، 2021ء)، ص16

13. علامہ اقبال: کلیات اقبال اردو، ص221

14. ایضاً، ص222

15. ڈاکٹر نبیل شعیث: فلسطین کا مستقبل، (حیدر آباد: ادارہ ادبیات اُردو، س ن)، ص3

16. علامہ اقبال: کلیات اقبال اردو، ص295

ماخذات

اقبال، علامہ: کلیات اقبال اردو، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2018ء

انعام اللہ خان ناصر: آشوب فلسطین، لاہور: کتب خانہ احسان الٰہی، 1939ء

ایڈورڈ سعید: مسئلہ فلسطین مترجم، (شاہد حمید)، جہلم: بک کارنر، 2021ء

جاوید اقبال، زندہ رُود، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، اقبال اکادمی پاکستان، 2004ء

رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر: اقبال کی طویل نظمیں، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 1985ء

محمد جہانگیر عالم (مرتب): اقبال کے خطوط جناح کے نام، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2002ء

محمود جاوید: المیہ فلسطین، کراچی: کتب خانہ جمہوریہ، 1983ء

نبیل شعیث، ڈاکٹر: فلسطین کا مستقبل، حیدر آباد: ادارہ ادبیات اُردو، س ن